السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں یہ کہ میں مسمی رحمت ولد گہنا قوم میر عالم چاہ باغ والا موضع کھوکھے تحصیل ننکانہ ضلع شیخوپورہ کا رہنے والا ہوں یہ کہ مجھے ایک شرعی مسئلہ دریافت کرنا مقصود ہے جو ذیل عرض کرتا ہوں کہ میری دختر مسمات رضیہ بی بی کا نکاح ہمراہ مسمی محمد اقبال ولد میاں ماہی قوم میر عالم چک نمبر 545گ ب تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد سے عرصہ قریب 4 سال ہوئے کر دیا تھا اور مسمات رضیہ بی بی اپنے خاوند کے ہاں رہ کر تقریبا ایک سال حق زوجیت ادا کرتی رہی بعد میں مابین فریقین میں ناچاقی پیدا ہو گئی کیونکہ مذکور محمد اقبال آوارہ قسم کا آدمی تھا اور اکثر لڑائی جھگڑا کرتا تھا اور زدوکوب بھی کرتا رہتا اس طرح مذکورہ کے ہاں نہایت ہی تنگدستی کے دن گزارتی رہی جس کی بنا پر خاوند مذکور نے روبرو گواہان ذیل کے مسمات رضیہ بی بی کو تین بار طلاق، طلاق، طلاق کہہ کر اپنے نفس پر حرام کہہ کر گھر باہر نکال دیا ہوا ہے اور کوشش مصالحت کے باوجود رجوع نہیں کیا جس کو عرصہ قریب 3 کا ہو چکا ہے اور مذکورہ اب محنت مزدوری کر کے اپنا پیٹ پالتی، دربدر کی ٹھوکریں کھا رہی ہے، ای علمائے دین سے سوال ہے کہ آیا سہ بار زبانی طلاق کہنے سے طلاق ہو جاتی ہے یا نہیں؟ (ہمیں قرآن وحدیث کے مطابق جواب دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔ کذب بیانی کا سائل خو ذمہ دار ہو گا۔ (سائل۔ رحمت علی ومسمات رضیہ بی بی

تصدیق: ہم اس سوال کی حرف بحرف تصدیق کرتے ہیں کہ سوال بالکل صداقت پر مبنی ہے اگر کسی وقت غلط ثابت ہو گا تو ہم تصدیق کنندگان اس کے ذمہ دار ہوں گے ہمیں شرعی فتویٰ دیا جانا مناسب ہے۔

حامد علی ولد لال محمد قوم بھٹی موضع کھوکے تحصیل ننکانہ

محمد نعیم ولد علی قوم امیر عالم سکنہ چاہ باغ والا کھوکے تحصیل ننکانہ ضلع شیخوپورہ۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بشرط صحت سوال صورت مسئلہ میں بلاشبہ طلاق واقع ہو چکی ہے۔ اور اس میں علمائے اہل حدیث اور علمائے احناف کا قطعا کوئی اختلاف مروی نہیں۔ ہاں، اتنا اختلاف ضرور ہے کہ علمائے احناف کے نزدیک یکجائی تین طلاقیں واقع ہو کر مغلظہ بائنہ متصور ہوتی ہے۔ اور اس صورت میں ان کے نزدیک حلالہ کے بغیر کوئی چارہ کار باقی نہیں رہتا۔ جب کہ علمائے اہل حدیث اور محقیقن علمائے شریعت کے نزدیک یکجائی تین طلاقیں ایک رجعی طلاق شرعا واقع ہوتی ہے۔ اور عدت کے اندر اندر شوہر کو اپنی مطلقہ سے رجوع کر لینے کا شرعا حق حاصل ہوتا ہے۔ اور بعد از عدت بلا حلالہ کے دوبارہ نکاح ثانی کی اجازت ہوتی ہے۔ تاہم صورت مسؤلہ میں بالاتفاق علماء طلاق واقع ہو چکی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے: الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ (البقرة: 229) ''(رجعی) طلاق دو تک ہیں، پھر یا بدستور بیوی کو روک رکھنا ہے یا پھر بھلائی سے اس رخصت کر دینا ہے۔،،

تفسیر ابن کثیر میں ہے:

(أَيْ إِذَا طَلَّقْتَهَا وَاحِدَةً أَوِ اثْنَتَيْنِ، فَأَنْتَ مُخَيَّرٌ فِيهَا مَا دَامَتْ عِدَّتُهَا بَاقِيَةً، بَيْنَ أَنْ تَرُدَّهَا إِلَيْكَ نَاوِيًا الْإِصْلَاحَ بِهَا وَالْإِحْسَانَ إِلَيْهَا، وَبَيْنَ أَنْ تَتْرُكَهَا حَتَّى تَنْقَضِيَ عِدَّتُهَا، فَتَبِينَ مِنْكَ، (1) (تفسیر ابن کثیر ج1 ص 272

کہ جب تو اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاقیں دے بیٹھے تو عدت کے اندر اندر تجھے یہ اختیار حاصل ہے کہ نیک نیتی اور بیوی کو بھلائی کے اردہ سے رجوع کر کے آباد ہو جائے۔ یا پھر ابنی مطلقہ کو اس کے حال پر چھوڑ دے کہ اس کی عدت پوری ہو جائے تاکہ وہ تجھ سے جدا ہو جائے۔

قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیت شریفہ اور امام ابن کثیر کی تفسیر سے معلوم ہوا کہ عدت گزر جانے پر نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ طلاق خواہ رجعی ہو، خواہ پہلی یا دوسری طلاق ہو۔ چنانچہ قرآن میں ہے: 2: {وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ} [البقرة: 228]

''اور مطلقہ عورتیں حیضوں تک آپ کو ٹھہرائے رکھیں۔،، یعنی نکاح ثانی نہ کریں۔

امام ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

هَذَا الْأَمْرُ مِنَ اللَّهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى لِلْمُطَلَّقَاتِ الْمَدْخُولِ بِهِنَّ مِنْ ذَوَاتِ الْأَقْرَاءِ، بِأَنْ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ، أَيْ: بِأَنْ تَمْكُثَ إِحْدَاهُنَّ بَعْدَ طَلَاقِ زَوْجِهَا لَهَا ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ، ثُمَّ تَتَزَوَّجَ إِنْ شَاءَتْ، (2) تفسیر ابن کثیر: ج1 ص 229

کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ شوہر دیدہ مطلقہ عورت کو تین آجانے سے پہلے کسی دوسرے آدمی کے ساتھ نکاح نہ کرے۔ معلوم ہوا طلاق کی عدت گزر جانے پر نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ رہا یہ سوال کہ طلاق دہندہ مسمی محمد اقبال ولد میا ماہی نے زبانی طلاق ثلاثہ دی ہے۔ تو جواب یہ ہے کہ طلاق زبانی ہو یا تحریری دونوں صورتوں میں طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ اس میں علماء باہم متفق ہیں۔ چنانچہ شیخ الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی کے فتاویٰ میں ہے: ''واضح ہو کہ جب شوہر شریعت کے مطابق اپنی زوجہ کو طلاق دے گا۔ زبانی دے یا تحریری تو طلاق خواہ مخواہ پڑ جائے گی۔ اس کی زوجہ اس کو منظور کرے یا نہ کرے۔ طلاق کا واقع ہونا زوجہ کی منظوری پر موقوف نہیں۔ (فتاویٰ) نذیریہ ج3 (ص73) اور اسی طرح مفتی محمد شفیع حنفی آف کراچی بھی زبانی طلاق کے وقوع کے قائل ہیں۔ (ملاحظہ ہو فتاویٰ دار العلوم دیوبند جلد نمبر 2 ص 658

فیصلہ ۔ صورت مسؤلہ میں سوال اہل حدیث کے نزدیک ایک رجعی طلاق واقع ہوئی ہے ۔ اوراحناف کے نزدیک تینوں پڑچکی ہیں ۔تاہم اہل حدیث کے نزدیک بھی نکاح ٹوٹ چکا ہے ۔ کیونکہ سوال کے مطابق مسمی محمد اقبال نے اپنی بیوی مسمات رضیہ بی بی کو آج سے تقریبا 3 سال پہلے طلاق دی تھی ۔ لہذا عدت گزرچکی ہے اور نکاح ٹوٹ چکا ہے ۔ اس لئے مسمات رضیہ بی بی کو

شرعا حق ہے کہ وہ نکاح کر سکتی ہے جس کی اجازت افسر مجاز سے ضروری ہے ۔ مفتی کسی قانونی سقم کا ذمہ دارنہ ہوگا ۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

ج1ص795

محدث فتویٰ